ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اجتہاد کے معانی اور قسموں کا تفصیلی مطالعہ

A detailed study of the meanings and types of Ijtihad

☆سیدہ ماہ جبیں

پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد

☆☆ڈاکٹر بشریٰ سجان

اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract

In the terminology of jurisprudence, "doing one's best to obtain the dominant opinion about something from the rulings of the Shari'ah in such a way that it is not possible to consider it further is called ijtihad" as if any effort which is about non-specific issues. It is done to find a Shariah solution, ijtihad. And if such an effort is collective, that is, it is under a government or non-government organization, it is called collective ijtihad. Today, along with the development of science and technology, the scope of every knowledge has become so wide that it has become impossible for a mujtahid and faqih to develop expertise in every field of knowledge, let alone cover its beginnings. Moreover, there will be many scholars who have access to various sciences and arts related to jurisprudence (religion), but the knowledge of collective and human sciences and issues related to jurisprudence (the world) is almost non-existent among scholars. The problems we face cover all areas of individual and collective life. It is almost impossible for a scholar alone to understand these diverse problems in the true sense and provide their solution in the light of Sharia. Therefore, today it is felt necessary. Instead of the individual ijtihad efforts of scholars, the work of ijtihad should be promoted at the collective level.

Keywords: Ijtihad, Collective Ijtihad, Jurisprudence, Shariah rulings, Comprehensive problem-solving.

تعارف

اصطلاح فقہاء میں 'احکام شرعیہ میں سے کسی چیز کے بارے میں ظن غالب کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح پوری پوری کوشش کرنا کہ اس پر اس سے زیادہ غور وخوض ممکن نہ ہو اجتہاد کہلاتا ہے' گویا کہ ہر ایسی کوشش جو کہ غیر منصوص مسائل کا شرعی حل معلوم کرنے کے لئے کی جاتی ہے، اجتہاد ہے۔اور اگر ایسی کوشش اجتماعی ہو یعنی وہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کے تحت ہو تو اجتماعی اجتہاد کہلاتی ہے۔ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہر علم کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ ایک مجتہد اور فقیہ کے لئے ہر ایک شعبہ علم میں مہارت پیدا کرنا تو دور کی بات، اس کے مبتدیات کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہو گیا ہے' مزید بر آں فقہ الاحکام (دین) سے متعلق مختلف علوم وفنون پر دسترس رکھنے والے علماء تو بہت مل جائیں گے لیکن فقہ الواقعہ (دنیا) سے تعلق رکھنے والے اجتماعی اور انسانی علوم ومسائل کی واقفیت علماء میں تقریبا ناپید ہے۔ آج ایک عالم کو جن مسائل کا سامنا ہے وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ان متنوع مسائل کا صحیح معنوں میں ادراک اور شریعت کی روشنی میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ان کا حل پیش کرنا اکیلے ایک عالم کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔اس لیے آج اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ علماء کی انفرادی اجتہادی کاوشوں کے بجائے اجتماعی سطح پر اجتہاد کے کام کو فروغ دیا جائے۔

لفظ اجتہاد کا مادہ "ج ھ د" ہے۔اس کا لغوی معنی کتب معاجم میں یوں بیان ہوا ہے:

1. جھد:(باب فتح یفتح) سے ہے جس کا معنی ہے کسی کام یا معاملے میں اپنی جانب سے بھرپور کوشش کرنا۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:جھد في الامر اس نے کام میں کوشش کی۔اسی طرح یوں بھی کہا جاتا ہے:جھد فلانا یعنی بلغ مشقته یعنی فلاں ن شخص نے اپنی مکمل محنت کی۔اس کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے:جھده المرض او التعب الحب یعنی بیماری، محبت یا تھکاوٹ نے اس شخص کو کمزور کر دیا۔اس کا ایک معنی ہے:جھد اللبن ای مزجه بالماء و اخرج زبده کله کہ اس نے دودھ میں خوب محنت کر کے اس میں پانی ملا کر اس کا سارا مکھن نکال لیا۔(1)
2. جھد: مکمل کوشش، غمگین اور کمزور ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:جھد الرجل اذا ھزل یعنی آدمی نے اتنی کوشش کی کہ وہ دبلا ہو گیا۔امام سیبویہ اس کو اس معنی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کہ اس نے حتی المقدور اپنی کوشش کی۔
3. جھد:(باب سمع یسمع)۔مشکل ہونا، تنگ ہونا۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:جھد العیش زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔(2)
4. اجھد:(باب افعال) ظاہر کرنا، محتاط ہونا، زیادہ ہونا۔باب افعال سے استعمال کی صورت میں ان معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:اجھد فیه الشیب اس میں بڑھاپے کے آثار خوب ظاہر ہو گئے۔اجھد له الطریق والحق اس پر حق اور راستہ خوب ظاہر و باہر ہو گیا۔اجھد فلان فی الامر فلاں نے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لیا۔اجھد علی ان یفعل کذا کسی نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔اجھد العدو علیه دشمن نے اس پر اپنی پوری کوشش کی۔
5. الجھد: مشقت اٹھانا۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:الجھد ما جھد الانسان من مرض او امر شاق فھو مجھود یعنی "جھد" یہ ہے کہ جو انسان کسی بیماری یا کسی کام پر مشقت اٹھاتا ہے ایسے شخص کو "مجھود" کہا جاتا ہے۔اس کا ایک معنی مبالغہ اور انتہاء کا بھی ہے:جیسا کہ معروف نحوی الازہری کہتے ہیں:"الجھد بلوغک غایة الامر الذي لا تالو علی الجھد جھد" یہ ہے کہ تو کسی معاملہ کی انتہاء تک پہنچ جائے۔یا کہا جاتا ہے:"جھدت جھدی و اجتھدت لابی و نفسی حتی بلغت مجھودی" یعنی میں نے اتنی کوشش کی (یعنی مشقت اٹھائی) کہ مجھے میرا مقصود مل گیا۔"اصلاح المنطق" کے مصنف ابن سکیت اور نحوی الفرا بھیاس کے معنی (الغایة) مبالغہ اور انتہا مراد لیتے ہیں۔اسی طرح جس شخص کو مشقت پہنچی ہو اس کو "الجہدان" کہتے ہیں۔(3)
6. الجھد: طاقت۔شیر کو بھی کہتے ہیں استطاعت و وسعت-الجھد:الشي القليل يعيش به المول علي جهير ئی۔یعنی وہ قلیل شے جس پر تنگدست آدمی گزارہ کر لیتا ہے امام فراء اور الازھری کے نزدیک اس کے معنی طاقت اور استطاعت ہی کے ہیں۔(4)
7. الجاھد:(اسم فاعل) کہا جاتا ہے جھد جاھد جس کا مطلب مبالغہ کرنا ہے۔اسی طرح کہتے ہیں شعر شاعر (بہت گہرا شعر) لیل لائل (کالی گھپ رات)۔اجتہد تجاھد والاجتهاد (باب افتعال) اس کے معنی بذل ما في وسعه یعنی استطاعت اور مقدور بھر پوری کوشش کرنا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

تجاهد و اجتهد في الامر کسی امر میں کوشش کرنا اور اپنی پورتی طاقت خرچ کر دینا۔ اسی طرح کسی معاملے میں غور کرنے کیلئے کہتے ہیں:
استجهد في الامر تو گویا"تحمل الجهد"یعنی مشکل اور محنت طلب کام کیلئے مشقت برداشت کرنا اجتہاد ہے۔[5]

8. اسی طرح انگریزی زبان میں اجتہاد کا ہم معنی لفظ Diligence ہے جس کے معنی persistent effort (جان فشانی، انتہائی کوشش) کے ہیں۔[6]
ان تمام معانی میں خواہ وہ عربی زبان سے ماخوذ ہوں یا انگریزی زبان سے سب کا ماحاصل یہ ہے کہ اجتہاد نام ہے کوشش اور مسلسل محنت کر کے کسی چیز کو حاصل کرنے کا۔

اجتہاد کا لغوی مفہوم

لفظ اجتہاد کی مختلف علماء وفقہاء کی طرف سے کی جانے والی تعریفات درج ذیل ہیں: علامہ ابن منظور افریقی کے نزدیک اس کی تعریف ہے بذل الوسع والمجهود في طلب الامر[7] کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور کوشش کرنا۔ محمد علی تھانوی لکھتے ہیں:"استفراغ الوسع في تحصيل أمر من الأمور مستلزم للكلفة والمشقة ولهذا يقال اجتهد في حمل الحجر ولا يقال اجتهد في حمل الخردلة[8] کسی قابل مشقت و کلفت کام کے انجام دینے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے پتھر اٹھانے میں جدوجہد کی، یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے رائی کا دانہ اٹھانے میں جدوجہد کی۔ الجرجانی رقمطراز ہیں:" بذل المجهود في طلب المقصود من جهة الاستدلال"[9] یعنی کسی مقصد کو پانے کیلئے استدلال کے پہلو سے اپنی تمام کوشش صرف کر دینا۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں:"الاجتهاد اخذ النفس ببذل الطاقة وتحمل المشقة[10] اجتہاد کے معنی کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس میں انتہائی مشقت اٹھانے پر طبعیت کو مجبور کرنا کے ہیں۔

اجتہاد کا فقہی واصطلاحی مفہوم

لماء وماہرین اصول فقہ نے اجتہاد کی فقہی و اصطلاحی تعریف میں جو مختلف پیرائے اختیار کیے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے: (1) المعجم الوسیط کے مصنفین لکھتے ہیں:"يقال الاجتهاد في الاصطلاح الفقهي : استفراغ الفقيه الوسع ليحصل له ظن بحكم شرعى"[11] فقہی اصطلاح میں اجتہاد کہتے ہیں کہ فقیہ اپنے قانونی حکم کے بارے میں سوچنے کے لیے وسعت کو خالی کرتا ہے۔ (2) علامہ ابن منظور افریقی رقمطراز ہیں:"المراد رد القضية التي تعرض للحاكم من طريق القياس الى : الكتاب والسنة ولم يرد الرأي الذي رآه من قبل نفسه من غير حمل على كتاب أو سنة[12]: مراد یہ ہے کہ حاکم کے سامنے اس مقدمے کا حوالہ دیا جائے جو کہ کتاب و سنت سے مشابہت کے ساتھ پیش کیا گیا تھا اور اس نے اپنی طرف سے جو رائے دیکھی تھی اسے کتاب و سنت کا حوالہ دیے بغیر واپس نہیں کیا تھا۔ (3) امام غزالی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مجتہد کا شرعی احکام کے علم کی تلاش میں اپنی کوشش کرنا اجتہاد ہے۔[13] (4) علامہ آمدی کے نزدیک اجتہاد شرعی احکام میں کسی علم سے متعلق غالب گمان کے حصول میں ایسی طاقت صرف کرنے کے ساتھ مخصوص ہے کہ بندہ اس میں مزید طاقت صرف کرنے سے عاجز ہے۔[14] (5) علامہ تفتازانی شافعی کسی شرعی حکم کے بارے میں غالب گمان کے حصول میں فقیہ کا اپنی طاقت صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔[15] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:"استفراغ الجهد في ادراك الأحكام الشرعية الفرعية عن ادلتها التفصيلية الراجعة كلياتها في اربعة اقسام الكتاب والسنة والاجماع

والقیاس۔"[16]یعنی احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے پوری محنت اور جدوجہد صرف کرنا۔ معلومات تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتی ہیں جن کا مرجع کتاب وسنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

کوشش وجدوجہد کا درجہ

سابقہ سطور میں جیسا کہ اجتہاد کے لغوی واصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شری علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد ومنشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میرا جتنا نہیں ہو گا۔ اس سلسلہ میں امام غزالی فرماتے ہیں:"هو استفراغ القوة النظرية حتى يحس الناظر من نفسه عن مزيد طلب[17]بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پلیوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ اب عاجز ہے۔[18]اسی بات کو پہلے علامہ آمدی کے حوالے سے بھی نقل کیا جاچکا ہے۔ اسی طرح تفتازانی بھی فرماتے ہیں کہ:"بذل تمام الطاقة بحيث يحس من نفسه العجز عن المزيد[19]لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔

اجتہاد کی اقسام

اجتہاد کی اقسام یا اس کی تقسیم کے حوالے سے بحث کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

1۔ اجتہاد کی اقسام مناط علم کے لحاظ سے

مناط کے معنی مدار ہیں جس سے مراد علت ہے۔ یہ تقسیم مناط علم، یعنی اس علت کے اعتبار سے کی گئی ہے جس پر حکم شرعی کا دارومدار ہوتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:"مناط الحكم أي ما أضاف الشرع الحكم اليه وناطه به ونصبه علامة عليه" [20] چنانچہ اجتہاد کی مناط حکم کے اعتبار سے مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:(1) تحقیق مناط(۲) تنقیح مناط(۳) تخریج مناط

(1) تحقیق مناط: تحقیق مناط حکم یا تعبیر وانطباق حکم سے مراد کسی حکم شرعی کو صحیح طور پر سمجھنا اور درپیش مسائل پر اس کے انطباق کیلئے اجتہاد کرنا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے حکم اور علت حکم۔ دونوں منصوص ہوں لیکن اس حکم کو مسائل حاضرہ منطبق کرنے اور اس کی جزئی تفصیلات طے کرنے کیلئے بحث وتحقیق اور اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہو یعنی حکم کے محل اور مصداق کے تعین کیلئے اجتہاد کرنا پڑے گا۔ اس قسم کے جواز پر امت کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی جاتی ہے:"أن يقع الاتفاق على علة وصف بنص او اجماع فيجتهد الناظر في صورة النزاع التي خفي فيها وجود العلة"[21]نص یا اجماع سے جو علت متفقہ طور پر متعین ہو چکی ہو اس کو اجتہاد سے نئے زیر بحث مسئلہ (جس میں علت مخفی ہے) میں ثابت کرنا۔ علامہ شاطبی کی تعریف زیادہ وسیع ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:"معناه ان يثبت الحكم بمدركه الشرعي لكن يبقى النظر في تعيين محله"[22]اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم اپنی جگہ شرعی طور پر ثابت ہو لیکن اس کے کل کے تعین میں غور وفکر کا کام باقی رہے۔ تحقیق مناط کی ایک شکل یہ ہے کہ حکم موجود ہے، اس کی علت متعین ہے اور اجتہاد کے ذریعہ اس کو نئے مسئلہ میں جاری کرنا تاکہ وہی حکم نئے مسئلہ کا بھی ہو۔ مثلا

چور کی سزا مقرر ہے۔ اس کی علت سرقہ (چوری) ہے۔ یہ متفقہ طور پر ثابت ہے نیا مسئلہ نباش، یعنی کفن چور کا در پیش ہے تو غور و فکر کے ذریعہ ثابت کرنا کہ اس کو سارق کے زمرہ میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حکم و علت سب کچھ موجود لیکن اس کے نفاذ کے لیے موقع و محل کی تعیین کا کام باقی ہے کہ یہ موقع و محل اس حکم کے نفاذ کا متحمل ہے یا نہیں۔ حضرت عمر کے اولیات یا حالات و زمانہ کی رعایت والے بہت سے احکامات اس کے تحت آتے ہیں۔ اسی طرح مثلا نصوص سے یہ حکم تو ثابت ہے کہ گواہ کا عادل اور دیانتدار ہونا ضروری ہے اور عادل ہونے کی شرائط بھی نصوص سے بیان کر دی گئی لیکن موقع و محل کی مناسبت سے اس بات کا تعین کرنا کہ کونسا گواہ عادل اور دیانتدار ہے اور کونسا نہیں ہے ؟اس کا فیصلہ قاضی کے اجتہاد اور تزکیۃ الشہود کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کے کام باقی رہتے ہیں جن کی ہر دور اور محل میں ضرورت رہتی ہے۔ (23)

(2) تنقیح مناط: تنقیح کے معنی لغت میں صاف ستھرا کرنا اور جدا کرنا کے ہیں۔ کلام مشق اس وقت بولا جاتا ہے جب کلام زوائد سے پاک وصاف ہو۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے:"الحاق الفرع بالاصل بالغاء الفارق بان يقال لافرق بين الاصل والفرع الأكذا وذالك لا مدخل له في الحكم البتة فيلزم اشتراكهما في الحكم لاشتراكهما في الموجب له(24) فرق کرنے والے کو لغو قرار دے کر اصل کے ساتھ فرع کو ملا دینا، اس طرح کہ اصل اور فرع کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر اس قدر کو حکم میں کوئی دخل نہیں ہے جب اصل شے میں دونوں شریک ہیں تو حکم میں بھی شریک ہونگے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم اور علت دونوں منصوص تو ہوں لیکن علت کے ساتھ اور بھی ایسے اوصاف ملے ہوئے ہوں جن کے متعلق مدار حکم ہونے کا شبہ پیدا ہو سکتا ہو، ایسی صورت میں مجتہد کو اپنی اجتہادی بصیرت سے کام لے کر اصل علت اور مناط کو باقی ممکنہ عمل سے ممیز و سطح کرنا پڑتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ اجتہاد و استنباط علت کیلئے نہیں بلکہ تنقیح و تشخیص علت کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک اعرابی نے رمضان میں قصداً اپنی بیوی سے جماع کر کے حضور صلی علیکم کے سامنے خود اقرار کر لیا تو آپ نے اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعے میں حکم یعنی کفارہ دینا منصوص ہے مگر علت حکم کے لیے کئی اوصاف سامنے ہیں۔ مثلاً اعرابی ہونا، جماع کرنا، خاص اپنی بیوی سے جماع کرنا، رمضان کے روزے میں کرنا، قصداً کرنا۔ مجتہد ان سب میں غور و فکر کر کے پہلے ہی دیکھتا ہے کہ کونسا وصف حکم کا مدار یعنی علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کون سا نہیں رکھتا۔ پھر دلائل کے ذریعہ دونوں میں امتیاز قائم کرتا ہے اور جس میں علت کی صلاحیت رکھتا ہے اس کو واضح اور منقح کرتا ہے۔ چنانچ تنقیح مناط کے ذریعہ مذکورہ صورت میں حنفیہ کے نزدیک عمداروزہ توڑنا حکم کی علت قرار دی گئی ہے۔ اعرابی ہونا اور اپنی منکوحہ بیوی سے جماع کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ صرف قصد آرمضان کے فرض روزے کو توڑنا جرم ہے جس کی سزا کفارہ واجب ہے۔ تو یوں عند الحنفیہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو بھی رمضان میں روزے کو عمداتوڑے اس پر کفارہ واجب ہے، خواہ عربی ہو یا عجمی، عورت ہو یا مرد، دیہاتی ہو یا شہری، جماع سے توڑے یا کھانے پینے سے لیکن امام شافعی کے نزدیک جماع ہی اصل علت ہے۔ اس لیے کہ رمضان کے روزے کو جماع کے ذریعے توڑنا سنگین جرم ہے، اس لیے سزا بھی سنگین مقرر کر دی گئی ہے۔ لیکن غلام آزاد کرنا یا دوماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ کھانے پینے کے ذریعہ روزہ توڑنا جرم تو ہے مگر جماع کے مقابلے میں خفیف جرم ہے، اس لیے اس کے لیے کفارہ سخت سزا مقرر نہیں کی گئی۔ یعنی شافعیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ جماع اصل علت ہے اور حنفیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ افطار عمدا اصل علت ہے۔ امام ابو حنیفہ کفارات میں بھی اس اجتہاد کے قائل ہیں اور اس اجتہاد کے اکثر منکرین قیاس بھی قائل ہیں۔ (25)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

(3) تخریج مناط: تخریج مناط کا مطلب استنباط علت یعنی علت نکالنا ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: "استخراج علة معينة للحكم ببعض الطرق المقدمة" مقررہ طریقوں کے ذریعہ سے حکم کی متعین علت نکالنا۔ تخریج میں اس وصف کو دلائل کے ذریعہ مستنبط کیا جاتا ہے جو علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم تو نصوص یا اجماع سے ثابت اور معلوم ہو لیکن اس کی علت منصوص نہ ہو۔ اس صورت میں مجتہد نص کے اشارات اور دیگر امارات و علامات کی روشنی میں علت کا استنباط و استخراج کرے گا اور جہاں بھی یہ علت موجود ہو وہاں پر نص کے حکم کو منطبق کرے گا۔ مثلا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ کمی بیشی کی اجازت نہیں اور نہ ادھار کی۔ اڈ کیونکہ اسی کو ربوالفضل کہتے ہیں جس کے متعلق حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے مگر ربو کی تفصیلات ہم کو معلوم نہ ہو سکیں۔ لہذا تم ربو کو بھی چھوڑ دو اور ریبہ یعنی شہر ربو کو بھی چھوڑ دو۔ جس ربو کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وہ ربوالنسیئہ ہے جس کی تفصیلات تو معلوم ہیں۔ اس حدیث میں حکم کی علت مذکور نہیں ہے بلکہ مجتہدین کے اجتہاد سے مستقبط ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی علت قدر و جنس ہے۔ یعنی عوضین ایسی چیزوں میں سے ہوں جن کی خرید و فروخت پیمانے یا تولنے سے ہوتی ہو اور دونوں ایک جنس ہوں۔ یہ علت چاول اور دالوں اور مختلف قسم کے روغنیات میں بھی موجود ہے۔ لہذا ان میں بھی برابری کی شرط ہے۔ البتہ مذکورہ چھ چیزوں میں حرمت قطعی ہے اور دیگر اجناس میں حرمت ظنی ہے، اس لیے کہ جسعلت کی بناء پر دوسری چیزوں میں حرمت ثابت ہوتی ہے وہ اجتہادی و استنباطی علت ہے منصوص علت نہیں اور اجتہادی حکم ظنی ہوتا ہے جبکہ اس پر اجماع منعقد نہ ہوا ہو۔ اسی طرح شراب نوشی کی حد کے تقریر میں حد قذف پر قیاس کرتے ہوئے حضرت علی نے شرب خمر میں مست ہو کر بیہودہ باتوں کے کرنے اور بہتان باندھنے کی علت کے اشتراک کی بنیاد پر اسی (80) کوڑے قرار دیا جس کو حضرت عمر نے نافذ کر دیا اور پھر اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ چنانچہ حد شراب نوشی کی علت قطعی درجہ کی قرار دی جائے گی۔ اجتہاد کی اس قسم کو اجتہاد قیاسی "کہا جاتا ہے جس کے لیے غیر معمولی صلاحیت و قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس قسم میں عدت کو مستنبط بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کا انطباق بھی اور غیر منصوص مسائل کو اس پر قیاس بھی کرنا پڑتا ہے اس لیے یہ ایک مشکل ترین کام ہے۔ (26)

2۔ اقسام اجتہاد بلحاظ توضیح، استنباط اور استصلاح

اجتہاد کی ان اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) توضیحی اجتہاد: اس اجتہاد میں قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ کے نام کی وضاحت و تشریح سے مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ جس میں متعلقہ آیت و حدیث کے معنی و مفہوم کو متعین کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الفاظ، معانی اور موقع و محل تینوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جس طرح حضرت عمر نے عراق و شام کی مفتوح زمینوں کے فیصلے میں سورۃ الحشر کی آیات "للفقراء المهاجرين الذين.... الخ" (سورہ حشر: 8) کی روشنی میں اجتہاد کرکے سورۃ انفال کی آیت "واعلموا أنما غنمتم ... الخ (الانفال: 1) جو کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں تھی، کی توضیح فرمائی جس سے لوگوں کو آیت غنیمت کا موقع و محل متعین کرنے میں سہولت ہوئی۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام نے حضرت عمر کے اجتہاد سے

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اتفاق کیا اور طے پایا کہ عراق و شام کی اراضی اسلامی لشکر کے فوجیوں میں تقسیم نہ ہو بلکہ وہاں کے اصل باشندوں کے پاس ہی رہنے دی جائے تاکہ اللہ و رسول، مہاجرین و انصار اور اسلامی حکومت و بعد کے تمام لوگوں کو بھی اس سے فائدہ دیا جاسکے۔(27)

(۲) استنباطی اجتہاد: اجتہاد کی اس شکل میں مزید غور و فکر کر کے علت تلاش کی جاتی ہے، اور پھر اس علت کی بنیاد پر مسئلہ کا حل ڈھونڈا جاتا ہے۔ مثلاً جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ سورۃ توبہ کی آیت فَإِنْ تَابُوا وَ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (28) ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ اور حدیث مبارکہ "لاخير في دين ليس فيه ركوع"(29) کی بنیاد پر اجتہاد کر کے استنباط علت کیا۔ نماز اور زکوۃ میں تفریق کرنا آپ کے نزدیک موجب قتال تھا۔ چنانچہ یہاں ترک صلوۃ کے مطالبہ پر قتال کے وجوب کی علت اسلام ایک رکن نماز سے دستبرداری کا مطالبہ ہے۔ یہ علت جس طرح ترک نماز میں پائی جاتی ہے اسی طرح زکوۃ، روزہ اور حج کے ترک کرنے میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا جس طرح ترک صلوۃ کے مطالبہ پر وجوب قتال کا حکم نافذ ہو گا اسی طرح زکوۃ، روزہ اور حج ترک کرنے پر بھی وہی حکم نافذ ہو گا۔

(۳) استصلاحی اجتہاد: یہ اجتہاد کی وہ قسم ہے جس میں شریعت اسلامی کی روح اور انسانوں کی مصلحت کو بنیاد بنا کر پیدا شدہ مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت عمر نے مصلحت عامہ کی خاطر مدینہ کے قریب واقع اہل مدینہ کی ملکیت چراگاہ کو بلا معاوضہ سرکاری تحویل میں لے لیا تھا۔ حالانکہ اہل مدینہ مسلمان تھے اور ریاست کو عمومی طور پر ان کے اموال میں دست اندازی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جب مدینہ کے ایک بدوی نے اس واقعہ پر حضرت عمر سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! جانوروں والے سمجھتے ہیں کہ میں نے سرکاری چراگاہ محفوظ کر کے ان پر ظلم کیا ہے۔ یہ شہر انہی لوگوں کے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں انہی لوگوں نے اپنے ان شہروں کے لیے جانیں دیں اور اس زمین پر وہ اسلام لائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری سپردگی میں جہاد کے جانور نہ ہوتے جن پر مجاہدوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی بالشت بھر زمین بھی محفوظ نہ کرتا۔(30)

موقع محل کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

(1) اجتہاد عام: ایسا اجتہاد جو فقہ کے تمام ابواب میں اور تمام دلائل شرعیہ کے ساتھ کیا جائے۔

(2) اجتہاد خاص: اس اجتہاد کی مزید دو اقسام ہیں:

(1) ایسا اجتہاد جو فقہ کے کسی خاص باب کے بارے میں ہو مثلاً میراث کے بارے میں۔

(2) ایسا اجتہاد جو دلائل شرعیہ میں سے کسی ایک دلیل مثلاً قیاس کے ذریعہ سے کیا جائے۔

7۔ حکم تکلیفی کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس ضمن میں پانچ اقسام ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

(1) اجتہاد فرض عین: جب کسی مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے شخص سے کسی واقعہ کا حکم پوچھا جائے یا وہ شخص خود کسی ایسے مسئلہ سے دوچار ہو جائے جس کے بارے میں وہ حکم الٰہی نہ جانتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پایا جاتا ہو، ان دونوں حالتوں میں ایسے مجتہد پر فرض ہے کہ وہ شرعی دلائل میں غور وخوض کرکے اس مسئلہ کا حل معلوم کرنے کیلئے اپنی کوشش بروئے کار لائے۔

(2) اجتہاد فرض کفایہ: اگر مجتہدین زیادہ تعداد میں ہوں جن کی طرف شرعی مسائل احکام سے متعلق رجوع کیا جاسکے تو اس صورت میں اگر کسی ایک مجتہد نے کسی مسئلہ پر فتوی دے دیا تو دیگر تمام مجتہدین اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے اور اگر کسی نے بھی اس مسئلہ کے حکم کی تلاش میں کوشش نہ کی اور فتوی نہ دیا تو سب مجتہدین گناہ گار ہوں گے۔

(3) اجتہاد مباح: یہ اس کوشش کے صرف کرنے کا نام ہے جو ان حوادث کے شرعی احکام معلوم کرنے کیلئے کی جائے جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے لیکن ان کے رونما ہونے کا مستقبل قریب میں امکان ہو۔

(4) اجتہاد مکروہ: ان فرضی مسائل میں اجتہاد جو عادتاً اور عموماً وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ ایسے مسائل کی تلاش میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(۵) اجتہاد حرام: ان مسائل میں اجتہاد کرنا جن کے حکم کے ثبوت میں قرآن وسنت کی قطعی نصوص موجود ہوں یا وہ حکم اجتماع سے ثابت ہو۔ قطعی نص یا اجماع کی موجودگی میں اجتہاد کرنا جائز نہیں۔

خلاصہ بحث

اجتہاد کے لغوی واصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شری علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد ومنشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میر اجتنا نہیں ہو گا۔ بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پیہوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ اب عاجز ہے۔ لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1420ھ)، 1:142۔
2. ابن منظور، لسان العرب (بیروت دار الکتب العلمیہ، 1414ھ)، 2:399۔
3. رازی، محمد بن عبد القادر، مختار السیحہ (بیروت: مکتبہ لبنان، 1975ء)، 116۔
4. اصفہانی، حسین بن محمد راغب، معارف القرآن (دمشق، دار القلم، 2009ء)، 199۔
5. بزدوی، علاء الدین عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار العاصول البزدوی (بیروت، دار الکتاب العربی)، 4:14۔
6. فیروز سنز، انگریزی سے انگریزی ڈکشنری (لاہور: نیا ایڈیشن)، 232۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

7.ابن منظور، لسان العرب، 2:399۔

8.تھانوی، محمد علی التنوی، کشف استلاحت الفنون والعلوم (بیروت: مکتب لبنان پبلشرز، 1996ء)، 1:198۔

9.جورجانی، علی ابن محمد سید الشریف، الترفات، (دار الفضلہ، 1413ھ)، 39۔

10.اصفہانی، معارف القرآن، 199۔

11.طبرانی، المعجم الاوسط، 1:192۔

12.ابن منظور، لسان العرب، 2:397

13.غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المصطفیٰ من علم الاصول (ادراۃ القرآن والعلوم اسلام، کراچی، 1987)، 2:300۔

14.عامدی، ابوالحسن علی ابن محمد، احکام فی اصول الاحکام، (بیروت: دار الفکر)، 4:118۔

15۔تفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، الطلوبح التوزیح، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، 2:117۔

16.دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید فی احکام، عدالت اجتہاد و تقلید (اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، 2000ء)، 3۔

17.الغزالی، المصطفیٰ من علم الاصول، 1:300۔

18.عمادی، احکام فی اصول الاحکام، 4:1396۔

19۔تفتازانی، التلوبح التوزیح، 2:1174۔

20.الغزالی، المصطفیٰ من علم الاصول، 2:54۔

21.بھوپالوی، صدیق حسن خان، حسول المعول من علم الاصول، (اسپین: الجوائب پریس، 1296ھ)، 94۔

22.شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسی، الموفقات، (بیروت، دار ابن عفان، 2008ء)، 4:92۔

23.بھوپالوی، حسول المعول من علم الاصول، 94۔

24.شاطبی، الموفقات، 4:96۔

25.شارانی، عبد الوہاب بن احمد، منہاج الوصول القاصد عالم الصول (اردن: دار الفتح، 2013ء)، 51۔

26۔مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب البیو، 50۔

27.مولانا، گوہر رحمان، اجتہاد یا اوصاف مجتہد (مردان: مکتب تفہیم القرآن، 2000ء)، 29۔

28:التوبہ:11

29.ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، 58.59۔

30.شوکانی، محمد ابن علی ابن محمد، ارشاد الفضل التحقیق الحق من علم العصول (دار الفضلۃ، 2000ء)، 632۔